کرنیکا حرف زبان پر نہ لائے۔ بلکہ باوجودیکہ میان رجب الدین و میان محمد چٹو صاحب نے انکو بہتیرا اکسایا اور مباحثہ پر آمادہ کیا مگر وہ اپنے کمان افسر حافظ محمد یوسف صاحب کی ماتحتی اور پہر ان کی غیر حاضری کے عذر سے اس مباحثہ سے جان بچاتے رہے۔ اور اُدہر حافظ صاحب جو مباحثہ سے اُنکے جان بچانیکا ان کو شاید وعدہ دے چکے تھے کہین مفقود الخبر ہو گئے۔ اور مزید تفحص و تفتیش کے بعد منشی محمد بخش صاحب کے ان کے پاس پہنچنے پر رات کے بارہ بجے کے قریب وہ اس مکان مین آئے۔

اس وقت حکیم صاحب نے حافظ صاحب اور دیگر حاضرین و معتقدین سے یہہ عذر پیش کر کے کہ "جمّون مین ہمارا بہت جلد جانا ضروری ہے اور در صورت توقف مسلمانون کا حرج عظیم متصور ہے۔ رخصت کے خواستگار ہوئے۔ حاضرین مجلس پر ان کے اس عذر و تقریر کا ایسا اثر پڑا کہ انکو رخصت دینے کے سوا کچھ نہ سوجہا۔ پہر آپنے ایک شب کے لئے لودہانہ جانے۔ اور وہان سے اسباب اور اہلبیت کو لانے کی ضرورت کو ظاہر کیا۔ اور ۱۵ تاریخ کو پانچ بجے صبح کے لودہانہ کی طرف کوچ کیا۔

وہان جا کر آپ کو جمّون کا وہ ضروری کام بھول گیا۔ اور وہ عذر بہی آپکے خیال سے جاتا رہا۔ وہان آپنے ۱۸ اپریل تک قیام و آرام فرمایا۔ اور پہر ۱۹ اپریل کو لاہور پہنچکر جمّون کی طرف مُنہہ کیا۔

ہملوگ جو حکیم صاحب کے شبینہ مشورہ اور دیرینہ ارادہ سے واقف نہ تھے ۱۴ اپریل کو تمام دن آپکے منتظر رہے رات ہوئی تو انکی یاد آوری اور طلبی سے مایوس ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے۔ کہ علی الصباح بلا طلب و اجازت حکیم صاحب کے فرودگاہ پر دھاوا کرینگے۔ اور بر طبق "تو مان نہ مان مین تیرا مہمان" خود جا کر خواستگار اتمام مباحثہ ہونگے۔ یہہ سوچکر رات ہی کو رقعات اطلاعی و طلبی بنام شرکاء مجلس تحریر کئے جو نماز صبح کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ان لوگون کے مطالعہ مین آئے۔ ومنجملہ ان اصحاب واحباب جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب تو بعد نماز صبح اپنے مکان سے چل بھی پڑے تھے۔ اور بعض دیگر احباب کے رقعات متضمن وعدہ شمولیت پہنچگئے تو ایک مخبر صاحب یہ منحوس خبر لائے کہ حکیم صاحب تو ع "خرجت مع البازی علی سواد" پر کاربند ہوکر کچھ رات رہتے یعنے ۴ بجے کے بعد لاہور کو چھوڑ گئے۔ یہ سنکر ان حضرات عازمین شراکت مجلس کیخدمات مین اور قاصد روانہ کئے جوان کو اس تکلیف تشریف آوری سے روکین۔

اسکے بعد جو کارروائی ہمنے کی اور طرف ثانی سے ہوئی اسکا بیان ہم پیچھے کرینگے اس سے پہلے ہم اس مباحثہ کے واقع ہونے۔ اور اس واقعہ کے صحیح ہونے اور ان سوالات وجوابات کے حکیم صاحب اور خاکسار کے مابین دائر ہونے پر اس مجلس کے ارکان واعیان کی جن کے نام نامی صفحہ (۱۷) مین ہم درج کرچکے ہین شہادت پیش کرتے ہین

جسکی وجہ یہہ ہے کہ ہمارے راستباز مسیح اور ان کے سچے حواری خاکسار سے حکیم صاحب کے مباحثہ کرنے کا انکار کرچکے اور یہہ فرماچکے کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا"[1] یعنے تو تو اس مجلس مین بطور وزیٹرون (تماشائیون) کے بلایا گیا تھا اور بات چیت جو ہوئی تھی سو حافظ محمد یوسف کی حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب سے ہوئی تہی۔ تو کون ہے کہ لہو لگا کر[2] شہیدون مین داخل ہوتا ہے اور خود بخود مبارز ومباحث بن بیٹھا ہے۔

ان تقریرات وبیانات صداقت آیات ان حضرات تقدس سمات سے (جو ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء مین شائع ومشتہر ہوچکے ہین) ممکن بلکہ بطن غالب مظنون ہے کہ اصلی حقیقت سے ناواقفون پر برا اثر ہو۔ اور وہ ان بیانات پر اعتماد کرکے دعوے مباحثہ کو غلط سمجھین۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ حضار مجلس سے ایسے اعیان کی

[1] یہ حضرت مسیح کا قول ہے آپکا خط نمبر (۸) مورخہ ۱۶ اپریل ملاحظہ ہو۔ [2] یہ آپکے حواری کہہ رہے ہین ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵ اپریل ملاحظہ ہو۔

شہادت کو جنکی وجاہت اور صداقت مین ان حضرات کو جائے کلام نہو پیش کیا جائے۔
اسکے بعد جواب نمبری ۲۴ کا تتمہ درج کیا جائیگا۔
اسکے بعد پہلی کارروائی فریقین کا بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے +

شہادت اعیان ارکان مجلس

جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور کی

شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار اس گفتگو مین جو ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی محمد امیر الدین صاحب کے مکان پر مابین جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ہوئی تہی اول سے آخر تک حاضر تہا۔ خاکسار کے سامنے یہہ سوال و جواب مرقوم الصدر مابین مولوی صاحب اور حکیم صاحب ممدوحین کے ہوئی۔ آخری تقریر نمبری ۲۴ کے بیان مین جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اصول ممہدہ مین سے اصل نمبری ۸۔ کا حوالہ دیا۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ اس تمام تحریر پر جو ابتک ہوئی ہے فریقین کے دستخط ہو جانے مناسب ہین تاکہ حوالہ کے وقت کسیکو اپنے مسلمات سے اعتراض و انکار کی گنجایش نرہے خاکسار کی یہ گذارش مقبول و منظور ہوئی۔ اسپر منشی محمد دین* صاحب نے جو یہہ سوال و جواب لکھتے جاتے تھے اول سے آخر تک تمام تقریر سنائی پہر جناب حکیم صاحب نے خود بھی اپنے ہاتھ مین لیکر اور اس تحریر کو پڑھکر فرمایا کہ اسکو صاف کر لینا چاہئے مین دستخط کر دونگا۔ اب منشی محمد امیر الدین صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب نے کسیقدر اصرار کے ساتھ جناب حکیم صاحب کو مجلس سے اٹھا لیا

* یہ سعادتمند نوجوان علیگڈہ کالج کی بی اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اور لاہور کے باشندے اور ہمارے عزیز تلمیذ ہین۔ اوصلہ اللہ الی ما یتمناہ

اور حکیم صاحب ان کی ہمراہ کہین تشریف لے گئے حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کی
بعد بہت سے اصحاب جن مین خاکسار بہی تہا تقریبًا ایک گھنٹہ یا اس سے کسیقدر
زائد دیر تک اس مجلس مین حاضر رہے جب اس اثنا مین حکیم صاحب واپس تشریف
نہ لائے تو خاکسار جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے رخصت ہوکر دریہ عرض کرکے چلا
آیا کہ پہر گفتگو کے وقت سے آپ مجہے اطلاع دیجئے گا۔ مین انشاء اللہ حاضر ہوجاؤنگا۔ چنانچہ
مین اس روز تمام دن منتظر رہا۔ ۱۵ اپریل ۱۸۹۹ء کو صبح کے وقت مولوی صاحب ممدوح کی
طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا خاکسار کے پاس آیا کہ حکیم صاحب نے تو مباحثہ کے لئے نہین
بلایا مگر ہم چاہتے ہین کہ خود وہان جائین اور ان سے مباحثہ پورا کرنے کی درخواست کرین
لہذا آپ تشریف لے آوین حسب وعدہ آپ کو مطلع کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار یہ رقعہ دیکہنے کی
بعد مکان سے چلا۔ اثنائے راہ مین مولوی صاحب ممدوح کا ایک اور آدمی ملا جس نے
مولوی صاحب کیطرف سے بیان کیا کہ اب آپ تکلیف نکرین۔ حکیم صاحب سات کے پانچ بجے
اور مانہ چلے گئے۔ یہ پیام سُنکر خاکسار راستہ سے واپس چلا آیا

العبد محمد عبداللہ عفی اللہ عنہ۔ اول مدرس عربی اورینٹیل کالج لاہور

جناب خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب ایم اے سی و آنریری
اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی شہادت

جب راقم وہان گیا تو اس وقت حکیم صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے
مابین سوال و جواب ہو رہے تھے۔ اور راقم کے سامنے اخیر مین یہ سوالات و جوابات
پڑہے گئے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ صاف ہوجاوین تو پہر دستخط کرونگا۔ پہر حکیم صاحب
کسی ضرورت کے واسطے تشریف لے گئے۔

راقم۔ فقیر جمال الدین عفی عنہ۔

جناب اخی مکرمی شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور کی شہادت

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو مین مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور فقیر جمال الدین صاحب کے بعد اس مجلس مین گیا تھا نہ اس خیال سے کہ مین مناظرہ مین شامل ہون بلکہ مناظرہ کا مجکو علم بھی نہ تھا مین وہان مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ کسی جگہہ جانے کے لئے کسی اور معاملہ دنیاوی کی خاطر گیا تھا کہ وہ وقت مولوی نورالدین صاحب نے میرے ساتھہ کہین جانے کیلئے مقرر کیا ہوا تھا - بہرحال مین نے گفتگو مابین مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ہوتی سنی آخر کار تنگی وقت کے سبب مولوی نورالدین کو بعض انکے احباب نے آنہا اور گفتگو بدہی کے واسطے آیندہ کیلئے التوا کرنا پڑا -

پھر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو لودہانہ سے میرے نام خط مولوی نورالدین صاحب کا آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خبر تاربرقی لودہانہ مین بنام مرزا غلام احمد صاحب پہنچی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب بحث شروع کرکے بھاگ گیا ہے اسکو واپس کرو ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤگے - مولوی نورالدین نے مجکو لکھا کہ عام جلسہ کا انتظام ہو تو مع مرزا صاحب کے لاہور وہ پہنچین اور مجکو نہ ایسا رہتا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت مین عرض کیجاوے کہ ۱۴ اپریل کو قریب ۱ بجے دن کے جو انکو یک سخت جاڑا پڑا کیا ضروری امر تھا میری رائے مین ۱ بجے جو مولوی نورالدین نے گفتگو ختم کی اسمین ضرور واقعی تھی - بعد وصول رقعہ مولوی نورالدین کے منشی عبدالحق صاحب کے ساتھ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب چپراسی روانہ کیا اور عبدالحق صاحب نے بخدمت مولوی محمد حسین صاحب خط مرزا غلام احمد صاحب کا پیش کیا - آخر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی عبدالحق صاحب نے مجکو لکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بجواب خط مرزا صاحب لکھدیا ہے کہ بعد مطالعہ کتاب ازالہ اوہام بحث کیواسطے تاریخ مقرر کرین گے - الغرض ۱ بجے تک ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء گفتگو ہوئی

ف۱ یہ ہمارے پرانے دوست شیخ عبدالحق صاحب کا خط لکھا ہے - یہ شیخ جو لکھا ہوا وہ عنقریب خلاصہ نمبری ۱۰۰ ہیر مشمول ہوگا

صاحبان کی ہوتی مین نے سنی۔ آخر کار سوالات وجوابات میرے سامنے بمواجہہ ہر دو فریق پڑہے گئے اور انکو صحیح مانا گیا۔ مگر مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ بعد صفائی کے دستخط کرین گے ۔

یکم مئی۔ احقر خدا بخش۔

عزیزم مولوی عبدالعزیز صاحب ملازم سررشتۂ تعلیم و رکن انجمن حمایت اسلام کی شہادت

مین اس جلسے مین اول سے آخر تک موجود تہا اور جسقدر واقعہ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی نے تحریر فرمایا ہے میرا اس کے ساتھ کلی اتفاق ہے

عبدالعزیز۔ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء

صادق القول حضرت مسیح اور انکے راستباز حواری۔ ان شہادات کو دیدۂ عبرت سے پڑہین اور تہوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے گریبانون مین منہہ ڈالین۔ اور پہر خوف آخرت سے ننگ دنیا کو پیش نظر رکہکر انصاف سے کہین کہ اس واقعہ کے بیان مین کون سچا ہے اور کون جہوٹا۔

ان شہادتون کو وہ صادق اور کافی نہ سمجہین تو ان اعیان سے یا ان کے برابر صادق القول اور وجیہہ اشخاص کی شہادت سے یہ ثابت کرین کہ یہ مباحثہ حافظ محمد یوسف صاحب اور حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب کے مابین ہوا تہا۔ اور ان سوالات وجوابات کا سلسلہ انہی حضرات مین جاری تہا۔ ابوسعید محمد حسین ایک گوشہ مین ونیٹرون کی لائن مین چپ چاپ بیٹہا تہا۔

ایسے اعیان الکو شہادت کے لئے میسر نہ آئین تو اپنے ہی حامیون اور تسلی یافتہ حواریون مین سے جن کے نام ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵۔ اپریل مین مشتہر کر چکے ہین تین

اشخاص حافظ محمد یوسف صاحب منشی الٰہی بخش صاحب منشی عبدالحق صاحب سے اس مضمون
کی شہادت دلوادین مگمان کی شہادت ہم حلف سے لین گے اور خاص مجلس مین
جن الفاظ سے چاہین گے یہ مضمون کہلوائین گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات
مین ایسے لوگ بھی ہین جو فقرہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" پر عمل
کرکے تاویل و توریہ کے ساتھ تھوڑا سا جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتے ہین۔ ہم اُن سے ایسے
الفاظ سے حلفی شہادت لین گے جنمین وہ تاویل و توریہ نکر سکین گے۔ اور پہلے
انکو یہ مسئلہ سمجھادین گے کہ حلف مین توریہ جائز نہین ہے وہ دوسرے کی نیت پر واقع
ہوتی ہے +

تتمۂ جواب نمبر ۲۴

(اس جواب کے شروع (ایک سطر) کا اعادہ کرکے جواب پورا کیا جاتا ہے)

آٹھوین اصل (یا محاورہ عام کے مطابق اصول) مین۔ آپ (حکیم صاحب)
تسلیم کرچکے ہین کہ احادیث و قرآن کے اصلی معنے (یعنے حقیقی) بلا دلیل قوی ترک
کرنا اور اس کے مجازی معنے بلا وجہ قوی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور امید ہے کہ صحابہ کو
بھی آپس قاعدہ سے ناواقف یا دیدہ و دانستہ اسکے مخالف قرار دین گے کیونکہ وہ لوگ
آپ سے اور اسوقت کے تمام لوگون سے افقہ و اورع تھے اور محاورات عرب اور خطابات
سید العجم والعرب سے بخوبی واقف تھے۔ اور اصول صحیحہ کے پابند۔

اور جواب نمبری ۲۳ مین۔ آپ تسلیم کرچکے ہین۔ کہ یہ لفظ (مسیحا ابن مریم)
قرآن مین آیا تو صحابہ نے اس سے حضرت عیسے نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ جس سے ثابت ہوتا
ہے کہ اس لفظ کے اصلی معنے یہی (عیسے نبی اللہ) ہین۔ یہ معنی اصلی نہوتے تو قرآن مین
وہ اس لفظ سے یہ مراد نہ سمجھتے۔

ان دونون مقدمات مسلمہ جناب کو ملانے سے صاف اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ حدیث مین وارد ہوا تو وہان بھی صحابہ نے اس لفظ سے حضرت عیسی نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ ان (صحابہ) سے اس کے برخلاف اس لفظ سے مثیل مسیح یا اور معنے مجازی مراد سمجھنا اب تک ثابت نہین ہوا۔ جسکا آپنے بھی جواب نمبری ۲۳ مین اعتراف کر لیا ہے۔ اس قطعی نتیجہ کے بالمقابل مین اگر آپ یہہ کہین کہ قرآن مین اس لفظ کے نازل ہونے کے وقت تو اسکے اصلی معنے حضرت عیسی نبی اللہ تھے۔ مگر حدیث مین اس لفظ کے استعمال کئے جانے کے وقت وہ معنی اصلی نہ رہے۔ یا یہہ کہین کہ آنحضرت کے اصحاب اصلی معنے کو باوجہ ترک کرنے کے عدم جواز سے واقف نہ تھے۔ یا وہ باوجود واقفیت اس قاعدہ صحیحہ کے پابند نہ تھے۔ تو آپ کی بات کا کوئی جواب نہین ہے ؎

انیست جوابت کہ جوابت ندہم +

(لطیفہ اعتراضیہ)

جواب نمبری (۲۱و۲۲) مین تو حکیم صاحب نے مسیح ابن مریم کے لفظ کا قرآن مین وارد ہونا تسلیم کر لیا تھا۔ مگر آپنے پرائیویٹ جلسون مین جنمین آپ نئے حواریون کو حضرت مسیح علیہ السلام کا سونپا دیا جانا۔ اور پھر انہی موت سے فوت ہو جانا تلقین فرماتے رہے تھے۔ اس لفظ کے قرآنین وارد ہونے سے انکار کیا تھا۔ اور صاف فرما دیا کہ مولوی صاحب (خاکسار کو کہتے ہین) سخت غلطی کرتے ہین کہ بار بار اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے پر زور دے رہے ہین۔

آپکے اس انکار کو ان حواریون نے مان لیا۔ اور ایک مولوی حافظ بھی (جو عقل و فہم کا بھی حافظ ہے) آپ کے اس انکار کا مصدق ہوا۔ دوسرے دن اس کا

تذکرہ خاکسار کے پاس میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب نے کیا تو خاکسار نے اُسیوقت قرآن سے ایسی آیات کا نشان دیا جنمین یہ لفظ وارد ہے۔ پہر مجمع عام وعظ جمعہ مین اُن آیات* قرآنیہ کو پڑہکر سُنا دیا۔ ہمکو ان حواریون کے زود اعتقادی پر افسوس نہین ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن سے ماہر نہین۔ اور بعضے تو بالکل ان پڑہ ہین جو قرآن کا ایک حرف پڑہ نہین سکتے۔ افسوس ہے تو حکیم صاحب پر ہے جنہون نے اس انکار مین غضب ڈہایا۔ اسمین آپنے دیدہ و دانستہ نئے حواریون کو دہوکہ دیا تو محل افسوس ہے اور اگر یہ انکار ناواقفی پر مبنی ہے تو پہر آپکا دعوے قرآن دانی محل تعجب ہے۔ اور یہ آپکے اس دعوی الہام تبیین (بنین لک) جسکو آپ لودہانہ کے ایک مولویصاحب ظاہر کر چکے ہین) کو غلط قرار دیتا ہے

دجال کے متعلق جو آپنے جواب دیا ہے۔ اسمین آپنے دجل سے جو دجال کا مادہ (روٹ) ہے۔ خوب ہی کام لیا اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے۔

جواب نمبری (۲۱) مین آپنے اس لفظ کی مراد مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور اس اختلاف کے ایک شق کو کہ حضرت عمر ابن صیاد کو دجال کہتے اور اسپر قسم کہاتے تہے بیان کیا۔ پہر جب سوال نمبری (۲۲) مین دوسرے شق اختلاف کے بیان کا آپسے مطالبہ ہوا تو آپنے یہہ کہدیا کہ مجہے یاد نہین کہ سواے ابن صیاد کسیکو دجال کہا گیا ہو۔ اس سے آپنے یہہ جتایا کہ دجال سے صرف ابن صیاد بالاتفاق مراد ہے۔ اور ہمارے یاد مین اس مراد کا کوئی مخالف نہین۔ ان جوابات مین آپنے کئی وجہ سے دجل (حق باطل

---

* قرآن مجید مین کئی جگہ لفظ المسیح عیسے ابن مریم وارد ہے (دیکھو آل عمران ۵۶۔ النساء ۲۲۶۔ وغیرہ)۔
" کئی جگہ لفظ المسیح ابن مریم۔ (دیکھو مائدہ ۳۶ و ۱۰۶۔ التوبہ ۵۶۔ وغیرہ)۔
" کئی جگہ لفظ عیسیٰ ابن مریم ہے (دیکھو بقرہ ۱۱۶۔ مائدہ ۱۱۶۔ سورہ مریم ۲۶۔ وغیرہ)
" کئی جگہ صرف ابن مریم ہے (دیکھو زخرف ۶۶۔ المومنون ۳۶ وغیرہ)۔
ان مقامات کے دیکھکر وہ مولوی حافظ جنہون نے حکیم صاحب کے انکار کی۔ تصدیق کی۔ تھی شرمندہ نہ ہون تو تعجب ہے۔

کا خلط) اختیار کیا

وجہ اول یہ کہ حضرت عمر فاروق کا ابن* صیاد کو دجال کہنا یہی معنے نہین رکھتا کہ وہ آپ کے نزدیک دجال موعود تھا۔ کیون کہ جائز نہین کہ آپ نے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کی پیدا ہونے کی خبر حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین (جو حاشیہ مین منقول ہے) آئی ہے شمار کیا ہو۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ شاید حضرت عمر کے اس قول سے یہہ مراد ہو کہ ابن صیاد ان دجالون مین سے ہے جو نبوت کا دعوے کرین گے۔ اور لوگون کو بہکاوین گے۔ اور ان کے دین کو گڈمڈ کردین گے۔ (چنانچہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ بہت نظر آرہے ہین) نہ یہہ کہ وہ مسیح دجال موعود ہے"۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی یُبعث دجّالون کذّابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (مسلم ص۳۹۷)

قیل لعل عمر اراد بذلک ان ابن الصیاد من الدجالین الذین یخرجون فیدعون النبوة او یضلون الناس و یلبسون الامر علیهم لا انه المسیح الدجال (مرقاة حاشیه مشکوة ص۴۷۹)

اس وجہ سے معاملہ دجال و ابن صیاد کے متعلق آپ کا ایک مغالطہ ثابت ہوا

وجہ دوم یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ حضرت عمر کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد

* ابن صیاد مدینہ کا یہودی تھا۔ آنحضرت صلعم کے وقت مین اُس نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اور اس مین بعض ایسی عجیب باتین موجود تھین جو دجال مین ہونگی۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے حج بھی کیا۔ اسکے مسلمان اور دجال ہونے مین صحابہ کا اختلاف رہا۔ (جسکا بیان ۳ سوم مین ہوگا) اور اسکی عجیب باتون کا بیان پہلی مین ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

وہی دجال موعود تہا۔ مگر جب اُس فرضی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو روک دیا۔ اور صاف فرما دیا (چنانچہ بخاری و مسلم مین آیا ہے) کہ "(اے فاروق) یہ (ابن صیاد) وہی (دجال موعود) ہے۔ تو تجہے اسکے قتل پر تسلط نہوگا کیونکہ اسکا قاتل حضرت عیسی بن مریم ہوگا۔ اور اگر یہہ اور دجال ہے تو اُسکا قتل کرنا اچہا نہین ہے کیونکہ یہہ ذمی (عہدی) ہے جنکا قتل کرنا جائز نہین" تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ حضرت عمر کا وہ فرضی خیال قائم رہتا۔؟ کیا یہ امر ممکن۔ اور بلحاظ کمال حضرت عمر کے اتباع و اتقاء مین جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکو دجال موعود کی نسبت یہ خبر دین کہ وہ حضرت عیسے بن مریم کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا۔ اور پہر حضرت عمر اُسی کو دجال موعود سمجہین۔ ہرگز نہین۔

فقال عمر بن الخطاب ذرنی یا رسول اللہ اضرب عنقہ فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یکنہ فلن تسلط علیہ وان لم یکنہ فلا خیر لک فی قتلہ (مسلم ص۳۹۸)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسے بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد (مشکوۃ ص۴۷۹)

آپنے قول فاروقی کے یہ معنے جتا کر اور اسکے مخالف قول نبوی سے چشم پوشی کر کے مسلمانون کو سخت دہوکا دیا ہے۔ اور اسمین دجل سے خوب کام لیا ہے۔

وجہ سوم۔ سلف صحابہ مین جو اختلاف تہا۔ وہ ابن صیاد کے باب مین مین تہا۔ کہ آیا وہ دجال ہے یا نہین نہ دجال موعود کے باب مین (جسکی علامات و خواص صحیح حدیثون مین یہ آئے ہین کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا (۲) اسکے ساتھ دوزخ و بہشت ہوگا۔ (۳) اسکی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ یعنے کافر مکتوب ہوگا۔ (۴) وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا وغیرہ وغیرہ۔ (جن کی تشریح ریویو مین

ہوگی) کہ آیا وہ بجز ابن صیاد کوئی اور شخص ہے یا نہیں۔ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ ابن صیاد کے باب میں جب وہ بڑا ہوا سلف کا اختلاف ہے ایک یہہ روایت ہے کہ وہ اپنے کفریات سے تائب و مسلمان ہوا اور مدینہ میں فوت ہوا۔ اور اسکی نماز جنازہ پڑھی گئی تو اسکا منہ کہولکر لوگوں کو دکھایا گیا اور ابن عمر و جابر قسم کہاکر فرماتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے۔"

قال الخطابي واختلف السلف في امره بعد كبره فروي عنه انه تاب من ذلك القول ومات بالمدينة والهم لما ارادوا الصلوة عليه كشفوا عن وجهه حتى راه الناس وقيل لهم اشهدوا وكان ابن عمر وجابر يقسمان ويقولان ان ابن صياد هو الدجال لا يشكان فيه فقيل لجابر انه اسلم فقال وان اسلم فقيل انه دخل مكة وكان في المدينة فقال وان دخل (مسلم ص ۳۹۷)

اور یہ اختلاف صحابہ یا تابعین کا ہمنے کہیں نہیں دیکھا کہ دجال جس کے خواص و علامات مذکورہ حدیث میں آئی ہیں وہ بجز ابن صیاد کوئی نہیں ہے۔

حکیم صاحب نے اس (اول) اختلاف کو یہ (دوم) اختلاف قرار دیا اور دجل اختیار کر کے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالا۔ آپ سچے ہیں تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی سے بنقل صحیح یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ابن صیاد کے سوا کوئی دجال نہیں جسمیں علامات مذکورہ کتب حدیث پائی جائینگی۔ حضرت عمر و ابن عمر و جابر کے اقوال کو اپنے خیال کی تائید میں پیش کریں گے۔ تو سخت پچھتائیں گے۔ اُن سے آپ یہہ نفی ثابت نکر سکینگے۔

بالجملہ دجال کے متعلق جو کچھہ آپنے کہا ہے اسمیں دجل سے پورا کام لیا ہے اور حق کو باطل سے ملا دیا ہے اور حق یہ ہے کہ دجال موعود اور اسکی صفات موجودہ کتب حدیث کسی اختلاف کا محل نہیں گو بعض صحابہ نے دجال کی بعض صفات کا محل ابن صیاد

کو بہی بنایا۔ اور اسکو منجملہ دجاجلہ شمار کیا ہے۔

مباحثہ سے پچہلی کارروائی

حکیم صاحب مباحثہ چہوڑ کر لودہانہ چلے گئے تو خاکسار نے دوسرے دن اسپر اطلاع پاکر حافظ محمد یوسف صاحب اور میان رجب الدین صاحب کو بلایا اور اُن سے سبب تشریف بری حکیم صاحب دریافت کیا۔

حافظ صاحب نے بیان کیا کہ حکیم صاحب کو جمّون مین جلد جانا ضروری تہا۔ وہ جلد نہ جاتے تو مسلمانون کا سخت حرج ہوتا۔ اس لئے ہمنے اُن کو مرخص کیا۔ اور کہا کہ کاغذ اصول و جوابات پر حکیم صاحب نے دستخط کرنا چاہا تھا۔ ولیکن ہمنے انکو دستخط کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ حکیم صاحب تو یہ بہی خوف کرتے تہے کہ اگر مین بلا اتمام مباحثہ چلا جاؤن گا۔ تو مولوی جی (ابو سعید محمد حسین) کہین گے کہ وہ شخص بہاگ گیا مگر ہمنے اس خوف سے انکو مطمئن کر دیا۔ اور یہہ کہدیا ہے کہ جو الزام وہ آپ پر لگائینگے وہ ہم اپنے ذمہ لین گے۔ آپ اس الزام سے بری سمجہے جائین گے۔

پہر حافظ صاحب نے اپنے بیان کی تصدیق میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب سے کہ وہ بہی ان کے ساتھ آئے تہے کرا دی۔ اور خاکسار سے یہہ درخواست کی کہ آپ حکیم صاحب کی اس کارروائی پر جو کہنا چاہتے ہین ہمکو کہین۔ حکیم صاحب پر کوئی الزام عائد نکرین۔

مین نے اسکے جواب مین حافظ جی سے کہا کہ آپ جو کہتے ہین اور جو آئندہ کرنا چاہتے ہین وہ صرف آپ کی دوست پروری اور پردہ پوشی ہے۔ آپنے جب حکیم صاحب کو دیکہا کہ وہ ان اصول و جوابات کے تسلیم سے بے دست و پا ہو گئے ہین۔ لہذا اب وہ مباحثہ کے لئے مجلس مین آئین گے تو الزام کہائین گے۔ اور خفت اٹہائین گے

تو یہ امر آپ پر نہایت شاق گذرا اور دوستی کے اور حکیم صاحب اس مروت کے کہ وہ آپ کے کہنے سے مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے مخالف معلوم ہوا۔ لہذا آپنے اس کاغذ پر انکا دستخط ہونے دیا۔ اور انکو یہہ وعدہ دیکر کہ ہزیمت کا الزام ہم اپنے ذمہ لین گے۔ اُن کو یہاں جانیکا مشورہ دیا۔ مگر آپ کی اس کارروائی سے حکیم صاحب الزام ہزیمت سے بری نہین ہوسکتے اگرچہ وہ آپ ہی کے کہنے سے فاکسار کے مخاطب و مناظر ہوئے تھے۔ مگر آخر مخاطب ہوئے اور مناظر بن گئے۔ لہذا اُن کا فرض تہا کہ وہ جاتے ہوئے فاکسار سے اجازت لیتے۔ یا کم از کم یہہ اطلاع دیتے کہ ہمنے صرف حافظ جی کے کہنے سے آپ سے مناظرہ شروع کیا تہا۔ اب حافظ جی کے حکم یا اجازت سے اس مناظرہ کو موقوف کر کے لودہانہ جاتے ہین۔ اُنہون نے اپنا یہہ فرض ادا نہین کیا۔ تو ہم انکا تعاقب نہ چھوڑین گے۔ اور اُن کے نام تار دیکر انکو اتمام مباحثہ کے بلائین گے۔ جسپر ہمنے ۱۵ اپریل کو ایک دن کے مرزا غلام احمد کے نام مضمون کا ٹیلیگرام (تار خبر) دیا۔

۱۵۔ اپریل ۱۸۹۱ء

تمہارے ڈیسائپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بھاگ گیا۔ اسکو واپس کرین یا خود آوین ورنہ یہہ متصور ہوگا کہ آپ نے شکست کہائی۔"

اس تار کو جواب مین ہمارے مقدس اور شیر بہادر مناظر مرزا صاحب سے یہ نہوسکا کہ فوراً تار کے ذریعہ جلسہ مناظرہ مین حاضر ہونیکا وعدہ دیتے۔ بلکہ دوسرے دن ۱۶ اپریل کو پہونچونکی ٹرین مین ایک آدمی کے ہاتھ اس تار کے جواب مین اپنا خط ذیل روانہ کیا جو ۱۱ اپریل کو ہمکو ملا۔ اس خط مین پہلے مباحثہ کو آپنے کان ہی نہین (گویا کہ وہ ہوا ہی نہ تہا۔) ہٹہیرایا۔ اور نئے مباحثہ کے لئے ایسی فاسد شرائط کو پیش کیا۔ جن سے مناظرہ کا وجود مین آنا محال تھا۔ اُن شروط کو گویا انہون نے سپر بنایا۔ اور ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اور اپنے حواری کو مباحثہ سے بچالیا۔ وہ خط یہہ ہے:۔

۱۶- اپریل ۱۹۰۹ء عود نامہ اقبال گنج

نمبر ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی - از عاید باللہ الصمد غلام احمد - عافاہ اللہ وایدہ - بخدمت اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تار حسبین یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے - انکو ٹوٹا ؤ - یا آپ آؤ - ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے - پہنچا - اے عزیز شکست اور فتح خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے - جسکو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے - وہی زمین پر ہو گا گو دیر سے سہی - لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپنے کیونکر یہ گمان کر لیا کہ جنتی نے اللہ - مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے - آپنے انکو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے - اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ مولوی عبدالرحمن یہاں آئے ہوئے ہیں ہمنے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھیرایا ہے - تا ان کے روبرو ہم بعض شبہات اپنے آپ سے دور کریں اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس میں مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلا لیں گے - چنانچہ مولوی

---

۱ وہ بے بلائے آئے مگر حافظ جیکے کہنے سے مناظرہ میں پھنس گئے - کیا ہر انپڑھ واعظ یہ کہتا کہ وہ مجھ سے اجازت لیتے یا کم سے کم اطلاع دیتے کہ میں جاتا ہوں -

۲ محض خلاف واقع ہے - مولوی عبدالرحمن صاحب کو بٹیر پڑھانا جبوقت حافظ جی کا لاہور میں سرے سے ہی نہ تھا - وہ تو امرتسر آئے جبدن حکیم صاحب آئے تھے -

۳ محض بناوٹ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبدالرحمن صاحب کے سامنے حکیم صاحب کو کچھ تین کی شبہ پیش کیا اور نہ مولوی نے دریافت کیا پھر بتاؤ کہ کیا وہ شبہ تھا جو پیش کیا اور حل ہوا -

۴ یہ بات گھڑنا آپ بھول گئے کہ صرف نظارہ کیلئے مجھکو بلایا تھا یہ میں صریح مناظرین میں تھا اگر گفتگو کرنیوالا کوئی تھا تو ہم ایماندار کہیں گے

ع۵ یہاں تو یہ منو کلا ینا اظہار ہے اور بجنسہٖ مضمون کے مقابلہ میں جاہیا اپنی فتحمندی کی امیدوں کا منہا رہے -

عبارات وخط ملاحظہ ہوں -

صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور مین پہونچے۔ اور منشی امیر الدین صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپکو بہی بلا لیا۔ تب مولوی عبد الرحمن صاحب تو عین تذکرہ مین اُٹھکر چلے گئے اور جن صاحبون نے آپ کو بُلایا تہا اُنہون نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمین مولوی محمد حسین صاحب کا طریق[1] بحث پسند نہین آیا۔ یہ سلسلہ تو دو برس تک بہی ختم نہین ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب[2] دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہین دیکہتے۔ اور نہ انہون نے آپکو بلایا ہے۔ تب جو کچہہ ان لوگون نے پوچہا مولوی صاحب موصوف

---

[1] میرا تو بقول آپکے درمیان قدم ہی نہ تہا اور نہ مین نے مباحثہ کیا پہر میری کونسی بحث کا طریق ناپسند ہوا۔ یہ بات کہتے ہوئے آپ نفی مباحثہ کو بہول گئے ہو سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

[2] محض دروغ بے فروغ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبد الرحمن صاحب کے سامنے یا اُن کے پیچہے حکیم صاحب سے کوئی شبہ حل کرایا نہ اسکا شکریہ ادا کیا اور نہ آواز بلند یا آہستہ سے یہ کہا کہ میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی ہے۔ اب میرے دلمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین ہے۔ جسوقت آپ مسیح کے سولی پر چڑہائے جانے اور موت سے وفات پانے کے دلائل نئے حواریون کو سنا رہے تہے اُسوقت تو حافظ جی وہان موجود ہی نہ تہے پہر وہ انکے ختم ہونے پر مصدق کیونکر ہوئے۔ ہان حافظ جی کے آنے پر جب وہ معہ منشی الٰہی بخش صاحب ۱۲ بجے رات کے قریب آئے تہے آپنے وہ تقریر نقل کی تہی جو درباب عدم ثبوت قتل مسیح کے ریل گاڑی مین ایک انگریز کے ساتھ آپ کی ہوئی تہی وہ تقریر سنکر بہی حافظ صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ حاضرین بجز ایک شخص کے خاموش رہے نہ اسکے مصدق ہوئے نہ مکذب۔ شکریہ کجا و آواز بلند کجا۔ آپ اپنے بیان مین سچے ہین تو حافظ جی و منشی الٰہی بخش و منشی عبد الحق سے اسکی تصدیق کرا دین۔ مگر یہہ یاد رکہین کہ ہم بہی انہی حضرات مین سے بعض کی تحریری شہادت اپنے بیان کی مصدق حاصل کر چکے ہین ایسا نہو کہ مقدس صوفیون کی آپسمین جنگ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نے بخوبی ان کی تسلی کر دی - یہان تک کہ تقریر ختم ہونیکے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز بلند سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی اور میرے دلمین نہ کوئی شبہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے - پھر بعد اسکے یہی تقریر منشی

وہ حضرات اگر باہم مصالحت کرلینگے اور بحکم "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" اپنے بیان سابق کے برخلاف کذب پر آمادہ ہوکر آپکے بیان کی تصدیق پر متفق ہوجائینگے تو ہم ان تینون کا علیحدہ علیحدہ حلفی اظہار لینگے - اور ان کی اختلاف بیانی سے (جو دروغگوئی کے لئے لازمی امر ہے) اُن کی ناراستی ثابت کرینگے - انشاء اللہ تعالے

اس بیان مین جو اُنہون نے ان لوگون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم "مولوی محمد حسین صاحب کے آنیکی ضرورت نہین دیکھتے" - یہ صاف مشعر ہے کہ خاکسار کا دوبارہ آنا قرار پاچکا اور اس سے پیشتر ضروری تسلیم کیا گیا تھا - وہ ضروری نہ مانا جاتا تو اسکی ضرورت کی نفی کی ضرورت نہ پڑتی -

اسسے آپ کی اور آپکے حواریون کی ان باتون کا کہ "آپ کا تو در میان قدم ہی نہ تھا" اور تم ناحق لہو لگاکر شہیدون مین داخل ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ" جو صفحہ ۴ مین مسطور ہین دروغ ہونا ثابت ہے -

اس مکالمہ و مباحثہ مین میرا دخل نہ تھا تو پھر انکو میرے آنیکا انتظار کیون رہا اور پھر اس کے ضرورت کی نفی کی ضرورت کیون ہوئی -

لہ محض دروغ بیفروغ ہے اور حافظ جی اور منشی الٰہی بخش وغیرہ اسوقت یہہ بات نہ بانشرح صدر زبان پر لائے نہ بانقباض خاطر انہ آواز بلند سے نہ آہستہ - بلکہ اس مجلس مین بجز ایک شخص کے جسکی تصدیق بقول سائب (صاحب دیوان جہرے شکند قدر شعرا) تحسین نشناسد و سکوت سخن شناس) تکذیب کے برابر ہی کسیکو اب نہین پایا - اگر آپ سچے ہین تو ان تین اشخاص سے جنکا ذکر (صفحہ ۴) مین ہوا ہے حلفی اظہار دلوادین +

عبدالحق صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب و منشی امیر دین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی۔ اور بہت خوش ہو کر اُن سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہین اور مولوی صاحب کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ ہمنے محض اپنی تسلی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تھی سو ہماری بکلی تسلی ہو گئی۔ آپ بلا حرج تشریف لیجائیے سو اُنہون نے ہی بُلایا اور اُنہون نے ہی رخصت کیا۔ آپ کا تو درمیان[۵۱] قدم ہی نہ تھا۔ پھر آپ کا یہہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کسقدر بیمحل ہے۔ آپ خود انصاف فرماوین جبکہ اُن سب لوگون نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بُلانا نہین چاہتے ہماری تسلی ہو گئی اور وہی تو تھے۔ جنہون نے مولوی صاحب کو لودہانہ سے بُلایا تھا تو پھر مولوی صاحب آپسے کیون اجازت مانگتے کیا آپ نہین سمجھ سکتے۔ اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین تو یہہ عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثون مین صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے۔ صرف تحریری بحث[۵۲] چاہئے۔ اور وہ یون ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہین لکھکر پیش کرین اور لوگون کو بآواز بلند سنا دین اور ایک نقل اسکی اپنے دستخط سے مجھے دیدین۔ پھر بعد اُس کے

---

۵۱ بہت صحیح نہایت درست ہے۔ مین تو صرف ناظرین مین تھا مناظرہ کرنے والے اور ہی تھے۔ پھر حکیم صاحب کے جاتے ہوئے مجھسے اجازت کیون لیتے۔ ناظرین صفحہ ۳۴-۳۸ و ۴۹ وغیرہ ملاحظہ فرما کر اس راستی کا امتحان کرین۔

۵۲ تقریر کا تحریر مین آجانا اور جوابات کسی فریق کے منہہ سے نکلے اُسکو فریق ثانی کا لکھہ لینا مناسب ہے مگر اسمین یہ قید لگانا کہ بدون تحریر کوئی فریق ایک کلمہ زبان پر نہ لاوی۔ بالمشافہ گفتگو کو فضول اور بیمزا ہے اور دائرہ گفتگو کو تنگ کرنا۔ یہہ قید ہو تو فریقین کا گفتگو کے لئے ایک مجلس مین جمع ہونا اور بالمشافہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی تحریری گفتگو غائبانہ بذریعہ تحریرات بھی ہو سکتی ہے +

مین ہی چار ورق پر اسکا جواب لکھون اور لوگون کو سنا دون - ان دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے - اور فریقین مین سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے

لہ ان شروط کا بنیتی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہونا صفحہ (۸) مین ثابت ہو چکا ہے اس طرف پر آپنے طرہ یہ چڑھایا ہے کہ اشتہار ۳ مئی ۱۹۰۰ء مین (جسکو ۲۳ مئی ۱۹۰۰ء لکھا گیا ہے) ایسی ہی چند شرطین اور بڑھا دین -

(۱) مجلس بحث مین کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ ہو اور چند ویسی پوسمین بھی ہون -

(۲) سوال و جواب لکھنے والا کوئی ہندو خوشخط ہو -

(۳) ہر ایک فریق کو ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ تک تحریر کا اختیار ہو -

(۴) آٹھ بجے سے دس بجے تک یہ جلسہ ختم ہو - اس سے زیادہ ہو تو نماز ظہر کا وقت

ایسی ہی اسمین بعض اور شروط ہین ان شروط کو پیش کر کے اپنے دائرہ مباحثہ کو اور بھی تنگ کیا اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ درحقیقت آپکو مباحثہ منظور نہین ہے - یہ صرف مباحثہ سے جان بچانے کے حیلے بنائے ہین - آپنے یہ سوچکر ایسی شروط کو پیش کیا ہے کہ ان شروط سے کسی نہ کسی شرط کا فوت ہو جانا ممکن ہے اور اس سے مباحثہ سے ہماری نجات کی امید ہے (مثلاً ممکن ہے کہ کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ جو حاکم ہین نہ رعایا کے محکوم) اس مذہبی بحث کی مجلس مین شامل ہونا پسند نکرین یا کوئی ہندو خوشخط جو فارسی اردو کے علاوہ عربی کہنا (جو اس مذہبی بحث مین لازمی امر ہے) نجانتا ہو وعلی ہذا القیاس -

شروط سوم و چہارم مین آپنے یہ بھی جتایا ہے کہ اس بحث سے آپ کو اظہار حق مقصود نہین ہے - صرف بزعم خود الزام خصم مدنظر ہے جو جدال کہلاتا ہے یا اپنے

بارہ مین نکرے جو کچھ ہو تحریر مین ہو اور پرچے صرف دو ہون اول آپ کی طرف ایک جو رقعہ پرچہ جسمین آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد دیکھینگے

مخاطبون کا امتحان علم و معلومات جیسے یونیورسٹی مین طلبا کو سوال دیکر حکم دیا جاتا ہے کہ اتنے گھنٹون مین وہ اُن کا جواب دین۔ تب وہ پاس ہو سکتے ہین اور اگر اظہار حق مقصود ہو تو اسکے کیا معنے کہ وہ اظہار ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ مین ہو۔ اس کے بعد کوئی حق کہے گا تو وہ زاید المیعاد سمجھکر رد کیا جائے گا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ تحریر جوابات اور اختتام مباحثہ کے لئے کوئی حد و مدت مقرر نہو تو سلسلہ فضول گوئی قطع نہو۔ ہر شخص مخالف حق جبتک جو چاہے بکتا رہے۔ اسمین اضاعت وقت کے علاوہ یہ بھی ایک نقصان ہے کہ حق ظاہر نہو جو اصل مقصود مباحثہ ہے تو اسکا جواب یہ ہو کہ جب خصم مخالف حق اس قسم کی واہیات کہنا شروع کرے تو طالب حق بعض باتون کا واہی ہونا ظاہر کرکے اس سے اعراض و خاموشی اختیار کرے اور بحث کو موقوف کردے۔ اس سے فضول گوئی کا سلسلہ قطع ہوگا۔ اور حق خود بخود سامعین و ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ اور اگر اس مجلس کی ہیجارٹی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اس کے جمہور ارکان کو ایک جانب کی طرفداری کا خیال ہو) تو یہ انہار حق و قطع سلسلہ فضول گوئی منصف سلم الطرفین کی منصفی سے ہو سکتا ہے وہ جب خصم مخالف حق کو فضول باتون کیطرف متوجہ ہوتا دیکھیگا۔ اسکو روک دیگا اور اسکے مخاطبانہ حق گوئی کی داد دیگا۔ بالجملہ حق پر ہی و قطع سلسلہ فضول گوئی کا یہ طریق نہین کہ تقریر حق کے لئے وقت اور تعداد اوراق مقرر کردین۔ اسکا طریق یہ ہے کہ کمال وسعت اور آزادی کے ساتھ حق کہدین اور خصم کو پوری آزادی سے جواب کا اختیار دین پھر اسکا انصاف حاضرین و منصفین سے کرالین آپنے اس ضروری اور لازمی شرط منصفی کو تو نظر انداز کیا اور بجائے اسکے فضول اور ناجائز

اور پھر دوسرا پرچہ چودہ قاسمی تقطیع کا میری طرف سے ہو جسمین ہمین اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے ردالرد لکھون اور انہین دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے۔ اگر آپکو ایسا منظور ہو تو مین لاہور مین آسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالے اس قائم رہنے کی لئے انتظام کرا دون گا۔ یہی آپکے رسالہ کا بھی جواب ہے۔ اب اگر آپ نہ مانین تو پھر آپکی طرف سے گزیر متصور ہوگی۔ راقم۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ محلہ اقبال گنج ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء

کمر یہ کہ جسقدر ورق لکھنے کیلئے آپ پسند کرین اُسیقدر اوراق پر لکھنے کی مجھے اجازت دیجائے لیکن یہ پہلے سی جلسہ مین تصفیہ پا جانا چاہیے کہ آپ اسقدر اوراق لکھنے کیلئے کافی سمجھتے ہین اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکھین کہ پرچے صرف دو ہونگے۔ اول آپکی طرف سے میرے ان دونون بیانات کا رد ہوگا جو مین نے لکھا ہے کہ مین مثیل مسیح ہون اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن

۱ ناظرین خود انصاف کرینگے کہ گزیز کسکی طرف سے ہے اور کون شخص ایسی شرائط پیش کرتا ہے جو لایق تسلیم اور سہل الوقوع نہین۔ اور عذر عدم فرصتی سے صاف انکار کرنے کیا آپکا خط نمبری الاملاحظہ ہو۔

۲ نہین نہین اول آپکی طرف سے تحریر ہونی چاہیئے کیونکہ آپ مدعی ہین اور بار ثبوت آپ پر ہے آپکا خصم تو آپکا مسارعہ کریگا یا ان یا سائل بنے گا جسکی نوبت آپکے بعد آنیوالی ہے کتب فن مناظرہ (رشیدیہ وغیرہ) نظر سے نہین گزرین تو کسی اہل علم سے پوچھ لین۔

۳ صرف مثیل مسیح کہون کہتے ہین آنیوالا مسیح کہین اور لوگون کو دھوکہ نہ دین۔ صرف آپ کا مثیل مسیح ہونا محل نزاع نہین ہے۔ سخت نزاع اور شدید بحث کا محل تو آپ کا یہ دعوے ہے کہ مسیح موعود سے (جسکے قیامت سے پہلے آنے کی خبر صحاح مین وارد ہے) حضرت عیسی نبی المدعا نہین بلکہ آپ مراد ہین جو مثیل ہونے کے مدعی ہین۔ یہان تو آپ نے دعوے وفات مسیح مین بحث ہونے کی آڑ مین دعوے مسیح موعود ہونیکا ثبوت پیش کرنے سے گریز کیا ہے اور خط نمبری (۱۲۱۱) مین اپنے اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے اور اسکے لائق بحث ہونیسے صاف انکار کر دیا۔ ناظرین انکی چالبازی کو دیکھتے جائین

مریم درحقیقت وفات پاگئے ہین - پہر اس رد کے رد الرد کے لئے میرطرف سے تحریر ہوگی
غرض پہلے آپکا یہہ حق ہوگا کہ جو کچھہ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرۂ نصوص
قرآنیہ وحدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کرین پہر جسطرح خدا تعالے چاہیگا یہ عاجز اسکا جواب
دیگا - اور بغیر اس طریق کے جسکے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے
اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہین اگر یہ طریق منظور نہو تو پہر ہماری طرف سے یہ آخری تحریر
تصور فرماوین اور خود ہی خط لکھنے کی تکلیف روا نہ رکھین اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر
یا کوئی خط میری طرف نہ لکھین اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم وبیش میری رائے ہی منظور
ہو تو صرف اسحالت مین جواب تحریر فرماوین ورنہ نہین ۔

آج بہوپال سے ایک کارڈ نمبر قومہ ۹ اپریل ۱۸۹۶ء خویم مولوی محمد احسن صاحب
مہتمم مصارف ریاست پٹیالہ کا آپ کے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ تحریر کا نمونہ معلوم ہوگیا

---

۱ یہ وہی آپکی دھوکہ آمیز دھمکی ہے جس سے آپکا یہہ مقصود ہے کہ اگر مخاطب اس دھمکی مین آکر
ہماری شرط فاسد کو قبول کرلیا تو وہ دام مین آیا اور اگر اس نے جواب سے انکار یا سکوت کیا تو
یہ مشہور کیا جائیگا کہ مخاطب نے ہمارے خط کا جواب نہین دیا اور وہ مارگیا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپکا
یہ دھوکہ کسیکے خیال مین نہ آگیا - ہمنے نہ آپکی شرط فاسد کو بالشرط مانا - نہ جواب خط سے سکوت کیا
اور نہ آپکی اس خط کا جواب ایسا دیا جو آپکی شرط کے موافق نہ تہا - دیا این ہمہ اسکو آپنے وصول
کرکے آپنے اس خط کا آخری ہونا توڑ دیا - اور ہمارے اس جواب کے جواب مین ایک اور خط بہی لکھدیا
اسکا جواب ہمنے خط نمبری ۲۳۵ مین دیا اور پہر اسکی تاکید مین خط نمبر ۲۴۹ ارسال کیا تو ان
خطون کے جواب مین آپسے کچھہ بن نہ پڑا اور وہ الزام سکوت وعجز از جواب جو اس دھوکہ
آمیز دھمکی سے آپ ہمپر لگانا چاہتے تہے خدا تعالے نے آپکو لگا دیا اور آپ پر یہہ مصرع صادق
آگیا ع مرا خواندی و خود بدام آمدی ۔

۲ آپنے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ مندرجہ اشتہار ۲۰ - مارچ ۱۸۹۶ء کا نمونہ ملاحظہ فرماتے تو

آپ اپنے کارڈ مین فرماتے ہین کہ مین نے مرزا غلام احمد کے اس دعوی جدید کی اپنے ریویو مین تصدیق نہین کی۔ بلکہ اسکی تکذیب خود براہین مین موجود ہے۔ آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے۔ آپ ذرا ایک دفعہ اگر اسکو دیکھ تو لین۔ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ اشاعت السنۃ مین اب ثابت ہوتا رہیگا کہ یہہ شخص ملہم نہین ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے۔ مین کہتا ہون اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہین لکہین اور اس وعدہ تہذیب[1] کی پروا نہ رکہین جسکو آپ چہاپ چکے ہین۔ ربی یسمع ویری والسلام علی من اتبع الہدی۔ خاکسار غلام احمد۔

آج ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت مین خط بہیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکے جواب کے انتظار رہین گے۔ اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴

یہ کلمہ لکہتے ہوئے شرماتے اور یہ خیال فرماتے کہ جس کی آنکہہ مین شہتیر ہو وہ دوسرے کی آنکہہ کے تنکے پر کیا اعتراض کر سکتا ہے۔ اس کارڈ مین یہ الفاظ۔ "اسکو" (بصیغہ واحد) اور "یہ شخص ملہم نہین" (جو آپکو بالمواجہ نہین لکہے گئے) محل اعتراض و خلاف تہذیب و اخلاق سمجہے گئے ہین تو اُنکا موازنہ الفاظ "بیحیا و بے ایمان" (جو آپکے اشتہار ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۱ء سے مستفاد ہین) اور الفاظ "دغاباز۔ حرامخور وغیرہ وغیرہ" جو آپنے حواریون سے کہلائے ہین) سے کرین اور پہر انصاف سے کہین کہ تہذیب و اخلاق کا التزام کس جانب مین ہے +

[1] یہان اس وعدہ کا التزام برابر رہا اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالے دیکہئے آپنے اور آپکے حکم و رضا و علم سے آپکے حواریون نے ہم کو کسقدر برا کہا ہے۔ ہمنے کسی لفظ کا جواب دیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ آیندہ بہی انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا ہمکو خدا تعالے سے امید ہے کہ ہمارا صبر اور آپ کا روز افزون جور و جفا لوگون پر اچھا اثر پیدا کرے گا۔ اس سے لوگ سمجہہ جائینگے کہ آپ الہامی نہین ہین ؎

این مشکل یا اے اکل ست +

آپکے رسالہ کے جواب مین کسی اخبار وغیرہ مین شائع کر دیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

نمبر (۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم لاہور - ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب -

بعد سلام مسنون - ۱۶ اپریل کے خط مین جو آپنے اپنے حواری مولوی نورالدین کے عدم گریز کی وجہ بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے اور اس وجہ کی تفصیل مین جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ بھی مغالطہ سے خالی نہین ہے - مین اس اجمال کی تفصیل[1] اپنے رسالہ مین کرونگا - انشاء اللہ تعالے اصل مطلب کی بات کا جواب یہ ہے کہ آپنے تحریری بحث کیلئے دو شرطین پیش کی ہین - اول یہ کہ ایک ہی دفعہ فریقین اپنی اپنی تحریرات پیش کرین - دوسرے یہ کہ ان تحریرون کے اوراق محدود ہون - ان مین جو آپنے اپنی قدیم عادت تغلیط مخاطب کے مطابق مغالطہ دینا چاہا ہے مین اسکو تاڑ گیا ہون - جسکی تشریح[2] اپنے رسالہ مین کرونگا انشاء اللہ تعالے - مگر مین آپ کی قطع حجت کی غرض سے ان دونون شرطون کو منظور کرتا ہون اور صاف کہتا ہون کہ مین ایک ہی دفعہ اپنی تحریر پیش کرونگا اور اسکے اوراق بھی محدود کر دونگا - مگر دو شرطین آپ میری بھی منظور کر لین (جو نئی شروط نہین ہین) بلکہ پہلے بھی میرے خط نمبر ۱۱۴ و ۱۲۰ مین معروض ہو چکے ہین) - اول یہ کہ قبل از مباحثہ تحریری آپ رسالہ ازالۃ الاوہام میرے پاس بھیجدین[3] تاکہ مین اپنی تحریر مین آپکے جملہ

---

[1] یہ تفصیل حاشیہ صفحہ (۳۳-۴۶-۴۷) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[2] یہ تشریح صفحہ (۸) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[3] تمام نہین تو صرف اسیقدر جسقدر چھپ چکا ہے اور برخلاف عہد خط نمبر ۴ منقولہ صفحہ (۳۶۴) نمبر ۱۳ جلد ۱۲ حکیم نورالدین صاحب کے پاس بھیجا گیا ہے -

دلائل کا جواب یکبارگی تحریر کر سکون اور اُن دلائل کو دیکھکر یہ بھی اندازہ کر سکون کہ مین انکا جواب کسقدر اوراق مین ادا کر سکون گا۔ آپ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ رسالہ آپ کے پاس بیس پچیس روز مین پہنچیگا اور آپ سے پہلے کیسکو ندیا جاویگا جو ایک دفعہ لوٹ بھی چکا ہے۔ دوم یہ کہ مین قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرون اور آپ سے اُن کو تسلیم کرالون۔ جیسے کہ آپ کے حواری مولوی نورالدین سے تسلیم کرا چکا ہون۔ ان دونون شرطون کے تسلیم و تعمیل کے بعد آپ جس تاریخ مین اپریل کی چاہین لاہور تشریف لائین مین حاضر ہون۔ ماہ اپریل مین آپ رسالہ ازالۃ الاوہام نہ بھیج سکین تو ماہ مئی مین بھی اس مہینے مین مجھے سفر درپیش آگیا (جسکو مین بارہا ظاہر کر چکا ہون۔) تو مین جہان ہونگا۔ وہان سے تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچونگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ چنانچہ اپنے خط مابین نمبری ۱۲۰ مین عرض کر چکا ہون میرے کارڈ اسمی مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو الفاظ لکھے گئے ہین ان کا موازنہ اپنے الفاظ اشتہار ۲۶ مارچ سے کرین۔ اور انصاف سے کہین کہ تہذیب کا التزام کس حانب ہے۔ اسکی توضیح بھی رسالہ مین ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

ابو سعید محمد حسین

ضمیمہ خط نمبری ۲۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۲۰۷ لاہور ۸ اپریل ۱۸۹۱ء

خیالی مسیح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ھداہ اللہ الصراط المستقیم

سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ کل آپکے خط ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء کا جواب ہمدست حامل خط مذکور ارسال کر چکا ہون۔ آج اس خیال سے کہ شاید اس خط کے وصول سے آپ انکار کرین

---

۵۵ یہ توضیح صفحہ (۵۵) مین ہو چکی ہے۔ ۵۶ یعنی وہ رسالہ جسکو نورالدین کے پاس بھیجا گیا۔ ۵۷ جو جواب شامل امیزا پنو نمبر یہ بالکوٹ گرٹ ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۱ء مین ایک عبارت سے دلوایا گیا ہے نسبت الضاف نمبر۔ ایمان ہوگا مین ۵۸

جیسے کہ آپنے خط سابق مین میرے مقابلہ مین اپنے حواری کے مباحث ہونیسے انکار کیا ہے
اس خط کی نقل بذریعہ رجسٹری ارسال کرتا ہون - علاوہ بران **دو باتین** (جن سے آپکو
اور ڈھیل دینا اور آپ کی حجت کو قطع کرنا مقصود ہے) مین اور لکہتا ہون - ان باتون کو
آپ خط سابق کا ضمیمہ قرار دین - **اول** یہ کہ اگر آپ مباحثہ کی مجلس مین اصول کی
تمہید و تسلیم سے ڈرین اور یہہ خیال کرین کہ خدا جانے وہ اصول جو ہمسے تسلیم کرائے جائینگے
کیسے سخت مشکل اور ہمارے فہم اور علم سے اجنبی ہونگے اور بناءً علیہ آپ یہہ کہین -
(جیسے کہ آپکے حواری نے مجلس مباحثہ مین کہا تہا) کہ خدا جانے ان اصول کی تسلیم سے
ہمپر کیا پتھر پڑین گے - تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون - بشرطیکہ
آپ تمہید اصول کو تسلیم کرین - اس سے آپ کو ان اصول کے سمجہنے اور ان مین غور کرنے
کے لئے کافی مہلت ملجاوے گی - اور اس ناگہانی ابتلا سے جسمین آپکے حواری صاحب
مبتلا ہو گئے اور اس سبب سے وہ مباحثہ چہوڑکر بہاگ گئے نجات ہو گی **دوم** یہ کہ اگر آپ
میری شرط اول کو تسلیم نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالۃ الاوہام میرے پاس بہیج
نہ سکین تو مین اس شرط کی تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ آپ اپنی شرط (فاسد
و مبنی بر مغالطہ) مین اتنی ترمیم کر دین کہ پہلے تحریر آپ کی ہو - جسمین آپ اپنے دعاوے
جدیدہ کے جملہ دلائل درج کرین - اسکے بعد میری تحریر ہو - جسمین آپکے دلائل کا جواب ادا ہو
اور اگر آپ اپنی اس شرط فاسد مین اتنی ترمیم بہی روا نہین رکہتے تو اسکی ایسی وجہ
معقول بیان کرین جسکو آپکے مخالف اور موافق سب قبول کر سکین - یا آپ یہ ثابت
کر دکہائین کہ آپ مین ایسی مزیت و فوقیت پائی جاتی ہے کہ آپ جو کچہہ کہین اسکو
اور لوگ کالوحی من السماء بلا دلیل مان لین اور جو بات کوئی دوسرا کہے اسکی
تسلیم آپکے لئے جائز نہو - چہ جائے واجب! جو لوگ آپ کو ملہم مانتے ہین صرف وہی
آپکے خیال و مقال کی نسبت یہ کہتے ہین 'امنا کل من عند ربنا' مین تو آپ کا مرید

نہین ہوا ن کہ جو آپ کہین بلا دلیل ہان لون۔ مینے جو آپ کو تار دیا تہا۔ وہ اسی مباحثہ کے سلسلہ مین تہا جو آپکے حواری نے شروع کیا تہا۔ جس کا نشانہ صاف یہ تہا کہ جو مباحثہ شروع ہے اسکو پورا کرنے کے لئے اپنے حواری کو واپس کرین یا خود تشریف لائین نہ یہہ کہ آپ نئے مباحثہ کے لئے نئی شرط قائم کرین اور پہر اسکے مقابلہ مین جو شرط خصم پیش کرے اُسے تسلیم نکرین۔ ان خطوط کا جواب ۲۱ ماہ حال تک نہ پہونچا تو ان خطون کو رسالہ مین چہاپ دیا جائے گا۔ اور ناظرین خود غور و انصاف کرلین گے کہ درجہی بات ماننے سے کسکو انکار ہے اور گریز از مباحثہ کس نے کیا؛

ابوسعید محمد حسین

ان خطون کا جواب

نمبر ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافا اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث[1] کرنا چاہتے ہین اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہین۔ عزیزمن[2] رحمکم اللہ یہ عاجز آپکو کوئی الزام[3] دینا نہین چاہتا مگر آپ ہی کا قول

[1] ناظرین پر مخفی نہین ہے کہ بحث کون نہین چاہتا اور کون شخص ناجائز شرط پیش کرکے اس سے جان چہڑاتا ہے اور اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ بحث تو چاہتے ہین مگر یہ بیغرض اظہار حق بلکہ بغرض الزام خصم۔ تو یہ امر مضر ہے اسکا تصفیہ بجز اسکے کیونکر ہو سکتا کہ ہم اور آپ مسلم کہا ئین اور پہر دونون کو لعنۃ اللہ ئین اور آیہ مباہلہ پر عمل کرین۔ اگر آپ جائز سمجہین۔

[2] یہ وہی لفظ فرمایا ہے جو پہلے صفحہ (۲۰۷) مین آپ سے نقل ہوا ہے۔ اس لفظ مین اپنی بزرگی کا ادعا ہے۔ مگر معلوم نہین کس وصف مین آپ بزرگ بنتے ہین۔ عمر مین یا علم مین یا زہد و تقوے مین جو دعوے ہو نازیبا ہے اور نشا رخویش خود گفتن الخ کا مصداق۔

[3] آپکا تو دل منشا یہی ہے مگر خدا پورا نہین کرتا۔ جو الزام آپ دوسرے پر ثابت کرنا چاہتے ہین وہ آپ پر عاید ہو جاتا ہے کما قیل ؎ مین الزام اسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔

وفعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدہی رات کو تار پہنچا کہ ابہی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤ گے کسقدر آپکی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پہیلا رہے ہین۔ افسوس کہ آپنے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پہر آپ گرنر[1] کر گئے اور اب آپ کا خط جو مشت[2] بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ فضول باتون کو پیش کر کے اور بہی تعجب مین ڈالتا ہی چنانچہ ذیل مین آپکے اقوال کا جواب دیتا ہون۔

قولہ۔ دو باتین جن سے آپ کو اور ڈہیل دیتا ہون لکہتا ہون۔

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئین ڈہیل دے رہے ہین مین نے کب کہا تہا کہ مجہے ڈہیل دین۔ آپکی آدہی رات کو تار آئی مین تیار ہو گیا۔ آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی۔ سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیلیا مگر آپ ہماری تیاری کا نام سنتے[3] ہی کنارہ کش ہو گئے اب سوچین کہ کیا مینے

---

[1] گرنر اس شخص کیطرف سے ہوا جسنے مباحثہ سے جان بچانے کے لئے ناجائز شروط کو پیش کیا اور مخاطب کے جائز شروط کو نہ مانا اب اس امر کا تصفیہ ناظرین خود کر لین گے کہ ایسا کسنے کیا آپ چاہین اس امر مین کسی منصف کے سامہنے بحث کر لین آپکا گرنر ثابت نہو اور اور منصف مسلم الطرفین نے اسکو تسلیم نہ کیا تو ہم آئندہ آپکے ساتھ معارضہ سے دست بردار ہو جائین گے۔ لیجئے ایک بات مین میدان ہاتھ مین آتا ہے اور کیا چاہتے ہین۔

[2] یہ آپکی تہذیب انصاف پسندی حق طلبی روحانیت اور انکسار کا نمونہ ہی۔ کوئی پوچہے جنگ کب ہوئی اور ختم کب ہوئی آپنے جنگ کی ناجائز شرط پیش کین ادہر سے بھی بعرض چند شروط مقابلہ کیا گیا۔ آپنے نہ شروط کو مانا نہ انسے انکار کیا بلکہ جواب خط دینا ترک کر دیا اسکا نام اختتام جنگ ہی تو یہ آپکیطرف سے ہوا گریز ہی تو آپنے کیا۔ پہر بر طبق مثل "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" الزام گریز دوسرون پر لگایا۔ سو بہی ایسے الفاظ سے جسکو ادنی اہل تہذیب و صاحب اخلاق استعمال نہین کر سکتا چہ جائے مدعیان روحانیت و انکسار و ایثار و انوار وغیرہ وغیرہ۔

[3] دل سے پوچہئے۔ اور خدا سے۔ لوگون سے کسی سے تو شرمائیے۔ شروط فاسد کی آڑ بنا کر کون

بحث کو ڈھیل میں ڈالدیا۔ یا آپ نے اگر میں آپ ہی لاہور میں پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی۔ آپکی اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کشتی کا آپ پر بڑا بار ہے کہ جو بودی عذرون سے دور نہیں ہو سکتا۔ آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنیکی دھمکی تو دی مگر آخر آپ ہی ٹھہر نہ سکے۔ کیا اس دعوے کے ساتھ جو آپکو ہے یہ گریز آپ کی علمی جاہت پر دھبہ نہیں لگاتے۔

قول۔ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ میں اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈریں تو میں ان اصول کو آپکے پاس وہاں بھیجدیتا ہوں تا آپکو آپکے سمجھنے کے لئے کافی مہلت ملجائے ناگہانی ابتلا سے بچ جائیں اور وہ حال نہ ہو جو آپکے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپکو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولوں سے ڈریں کوئی عقلمند ان بیہودہ باتوں سے ڈر نہیں سکتا اور میں تو آپکے ان اصولوں کو محض لغو[1] سمجھتا ہوں اور ایسے

---

(۱) ہم نے یہ لفظ اس وقت لکھا تھا جب ہم نے آپکی کتاب کو کنارہ کش ہوا اور اب تک کون کنارہ کش ہے میں تو آپکے گھر کے قریب ہی پہنچا اور آپکو مناظرہ کے لئے بلایا پھر آپنے پنج کے کام کا بہانہ پیش کر کے کنارہ کشی کو اختیار کیا یا بہتمہ یہ الزام دوسروں پر لگانا آپ ہی کا کام ہے ؎ این کار از تو آید و مرداں چنین کنند۔

[1] یہاں تو آپنے اصول اسلام کو لغو کہدیا مگر اپنی خط نمبری (۱۱۶/۱۴۶) میں ان اصول کی تمہید کو تسلیم و منظور کر لیا۔ معلوم نہیں اُس خط میں آپ اس خیال لغویت کو بھول گئے کہ۔ در دغگو را حافظہ نباشد۔ بھول گئے۔ یا جو اس خط میں لکھتے ہیں وہ دل سے نہیں کہتے۔ اور آپ کے مذہب کا کوئی اصول نہیں۔ بہر حال آپنے یہ بات دل سے کہی ہے تو آپ کی تسلیم خط نمبری (۱۱۶/۱۴۶) لغو ہے۔ اور آپ پر آیت والذین ھم عن اللغو معرضون۔ اور آیت لم تقولون مالا تفعلون کے خلاف کا الزام قائم ہے اور اگر وہ تسلیم دلسی ہی تو آپکا ان اصول کو لغو کہنا اصول اسلام کو لغو کہتا ہے۔ زیادہ ہم کیا لکھیں۔

لغویات کی طرف توجہ کرنے سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپکو کسبات کی ضرورت ہے سو ادنے تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف[1] اس بات کے مستحق ہین کہ مجھ سے تشخیص دعوی کرا دین سو مین نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح مین شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعوے بیان کر دیا ہے۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعوے نہین جو آپ پر مخفی ہو۔ اور وہ دعوے یہی ہے کہ مین الہام کی بنا پر مثیل المسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنۃ مین امکانی طور پر مان چکے ہین۔ اور مین اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بہی نہین کراتا۔ اگر مین حقپر ہون تو خود اللہ جلشانہ میری مدد کریگا اور اپنے زور آور حملون سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔

رہا مسیح بن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکہنا میرے پر کچہہ فرض[2] نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوی نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ[3] کے مخالف ہو بلکہ مسلسل

---

[1] یعنی اس دعوی کے دلائل نہ پوچہین یہ مسئلہ نہ شریعت اسلام کا ہی نہ فن مناظرہ کا ہی۔ آپ سچے ہین تو بتائین شرع کی یا فن مناظرہ کے کس کتاب مین یہ لکہا ہے کہ مدعی سے صرف تشخیص دعوی کرائی جاوی اُس دعوی پر دلیل اُس سے طلب نہو۔

[2] کسی دعوی کے مدعی پر دلائل لکہنا فرض نہین تو پہر کیا اس کی منکر پر فرض ہے اس امر کی نہ شریعت مصدق ہے نہ فن مناظرہ کتب شریعت مین اتفاقی مسئلہ ہے البینہ علے المدعی اور رشیدیہ کتاب فن مناظرہ مین ہی المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ

[3] یہ آپ کا ایک اور دعوے ہے جو خصم کے نزدیک مسلم نہین چنانچہ اس خط کے جواب مین بیان کیا گیا ہے کہ اس مین آپنے دہوکہ دیا ہے لہذا اس کی دلیل بہی آپ کے ذمہ ہے۔

طور پر ابتدای حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کیحالت مین یا بڈہاپا ہو کر مرے گا جیسا کہ اللہ جلشانہ آپ فرماتے ہین۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا۔ پس جبکہ میرے پر یہہ فرض ہی نہین کہ مین مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکھون اور انحافرت ہونا تو مین بیان ہی کر چکا تو اب اگر مین آپ سے پہلے لکھون تو فرمایئے کیا لکھون[۵۱]۔ یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اوٹہائین اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکہائین کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم ہی وفات پا گئے مگر مسیح وفات پانے سے ابتک باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچہکر دیکھے لین کہ داب مناظرہ کیا ہے[۵۲]

اب یہ بہی یاد رہے کہ آپکی دوسری سب بحثین مسیح کے زندہ مع الجسد اوٹہائی جانے کے فرع ہین[۵۳]۔ اگر آپ یہہ ثابت کر دین گے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اوٹہایا گیا تو پہر آپنے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپکا حق ہے اگر اب بہی آپ مانتے نہین تو چند غیر[۵۴] قومون کے آدمیون کو منصف مقرر کر کے دیکہلو۔

---

۵۱ اپنے دعوی کے دلائل لکھئے اور نہین تو دو چار گالیان مغلظ ہی سہی۔

۵۲ آپ ہی بتلا دیجئے مگر کتاب کے حوالہ سے ہمنے تو کتب مناظرہ مین یہی پڑہا ہے کہ دلیل مدعی کرتا ہے نہ منکر وہانکے۔

۵۳ فرع اب بنگو فتح اسلام توضیح مرام اور اور دیگر ابتدائی تحریرون مین ارخط سابق نمبر ۸ خط ہذا کے منقول صفحہ (۶۲) تک تو پکے مسیح موعود مونیکا دعوی اصل ہے مسیح کے فوت ہو جانیکا ذکر تو اون مین تبعًا و ضمنًا ہے رسالہ توضیح مرام و رسالہ فتح اسلام کو پہر ایک دفعہ دیکہہ جائیو۔ اگر ہمون گئی مین اور اس خط اور خط سابق کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ کرین اسکی زیادہ توضیح ہمارے خط نمبری ۱۰۱ ۳ کر دہ عین گی انشاء اللہ تعالی

۵۴ اسمین آپ یہ جتاتے ہین کہ آپ مسلمانون کو اپنا ہم مذہب نہین سمجہتے اور کسی مسلمان سے حق گوئی کی امید

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپکے بلائے[1] لاہور مین گئے تھے۔ جنہون نے بلایا اُنہون نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی اور آپکے ان لغو اصولون سے بیزاری ظاہر کی تو پہر اگر مولوی صاحب آپسے اعراض نکرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپنے فرار رکہا۔ اسلئے خدا تعالے نے دست بدست آپکو دکہا دیا۔ کہ درحقیقت فرار کسی سے ظہور مین آیا۔ یہ مولوی صاحب کی راستباری کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرع سچا کر دیا۔ **مصرع**۔ مرا خواندی و خود بدام آمدی ٭

قولہ۔ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بہیج نہ سکین تو مین اس شرط کے تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ پہلی تحریرات آپکی ہون اور بعد مین میری۔

اقول۔ حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر[2] اوراق دیکہہ چکے اب مجہے کس شرط سے بری کرتے ہو اور مین ابہی ثابت کر چکا ہون کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکہئے یہہ آپکا آخری ہتہیار بہی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بہی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامہنے پیش کیا جائیگا تا لوگ دیکہہ لین کہ آپ کی تحریرات مین کہانتک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ٭

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) نہین رکہتے تب ہی ثالث کی منصفی تجویز کرتے ہین۔ اس صورت مین آپکو ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا سے ڈرنا مناسب ہے ٭

[1] یہ دعوی مین نے کب کیا ہے اور مناظرہ واقع ہونے کے لئے میرا بلانا کہان شرط ہے حافظ جی کے کہنے سے وہ آئے اور ان ہی کے کہنے سے وہ مناظرہ مین پہنس گئے۔ پہر ان کا بلا اطلاع خاکسار جانا فرار نہین تو کیا ہے۔ مگر شرم ہو تو۔

[2] محض دروغ بیفروغ ہے ازالۃ الاوہام پچیس جز سے زیادہ بتایا جاتا ہے اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے اسکا ایک جز بہی پورا منقول نہین ہوا۔ پہر اکثر مقابل اقل کہان صادق آیا۔ سبحان اللہ یہ دعوی تقدس اور یہ سفید جہوٹ اور دہوکہ دہی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah.